

# انسانِ کامل

عبدالرحیم اشرف

تاجدار کائنات فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر کیا کچھ نہیں لکھا جا چکا۔ آپ کی سیرت مبارکہ پر تقریباً ہر زبان اور ہر ملک میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ دوست اور عقیدت مند پرید کار تو خیر آپ کے کمالات کے معترف ہیں ہی دشمن بھر اعتراف حقیقت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کائنات ارضی میں بیشمار پیغمبر اور مصلح آئے۔ لاتعداد اولوالعزم ہستیاں پیدا ہوئیں مگر کسی کا ہم اس طرح بندہ نہیں ہوا۔ آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، گوتم بدھ، گونڈوانگ اور کرشن جی کے نام لیا دنیا میں کرڑوں کی تعداد میں بستے ہیں۔ مگر کسی کی سیرت پر اس قدر کتابیں موجود ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کا چرچا چار دانگ عالم میں ہے اور جس کا نام بچے بچے کی زبان پر ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ

ہر چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری !

اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر دنیا میں مبعوث فرمائے کسی کے متعلق یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ **وَمَا ارسلناک**

الا کافراً **تَناسی** بشیراً **ذندیراً** ! - یہ اعلان صرف تاجدارِ حرم کے متعلق ہوا ہے کہ اسے پیغمبر نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اسی طرح آپ ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ **لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی سِوَالِ اللّٰهِ سُوْرَةٌ حَسْبَہٗ** تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

انسان دنیا میں اگر کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس میں تین چیزوں سے ایک چیز ضرور باقی جاتی ہوگی (۱) **کمال** (۲) **جمال** (۳) **منال**۔ یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک صفت بھی اگر کسی چیز میں موجود ہو تو وہ محبوب بن سکتا ہے اور جس میں یہ تینوں صفات موجود ہوں تو اس کی محبوبیت کا کیا ٹھکانہ !

**کمال** آپ کی ذات جامع صفات اور صاحب کمالات ہے آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جن کا فرد انفراداً تصور کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات کو نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ کی سیرت

سے ہر طبقہ اور شعبہ کا آدمی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے کیونکہ آپ ہر میدان میں باکمال تھے آپ سے ایک رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ تو ایک پیر و کار بھی آپ کی سیرت سے راہ یاب ہو سکتا ہے۔ اگر ایک سپہ سالار اپنے لئے آپ کے اسوہ حسنہ سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے تو ایک عام فوجی بھی آپ کے اسوہ حسنہ سے سبق سیکھ سکتا ہے اگر ایک صوفی اور زاہد آپ کے نفیض قدم پر چل کر گم مقصود بنا سکتا ہے تو ایک مالدار بھی آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہو کر فز و فلاح سے بہکناز ہو سکتا ہے اگر ایک عیال دار شخص آپ کے کردار سے اپنا گھر جنت کا نمونہ بنا سکتا ہے تو ایک مجرد شخص بھی اپنی زندگی کو خوش گوار بنا سکتا ہے۔ اگر ایک باپ آپ سے رہبری حاصل کر سکتا ہے تو ایک بیٹا بھی آپ کی سیرت کو مشالہ بنا سکتا ہے اگر ایک امیر اور بادشاہ آپ کی سیرت پر عمل کر کے دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے تو ایک عزیز اور مزدور بھی اپنی دنیا اور آخرت سنبھال سکتا ہے عرض وہ کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والا شخص کیوں نہ ہو۔ آپ اس کے لئے منبع ہدایت ہیں۔

**جمال** | حسن و جمال میں آپ پکتا تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زبانی سینے آپ کے حسن کے متعلق فرماتے ہیں۔

وا حسن منک لم تر قط عیبی      و اجمل منک لم تلد النساء

و خلقت مبسراً من کل عیبی      کانک فتد خلقت کما تشاء

ترجمہ۔ آپ سے بڑھ کر کسی حسین کو مری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوب صورت پر کسی عورت نے نہیں بنا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح آپ کو پیدا کیا گیا۔

شمال ترمذی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ چاند کی رات میں حضور اکرم کے چہرہ انور کو دیکھا تو آپ چاند سے بھی زیادہ حسین نظر آ رہے تھے۔ گویا آپ کے سامنے چاند بھی ماند تھا مدینہ منورہ میں جب آپ تشریف لائے تو مدینہ کی بچیوں نے آپ کا استقبال ان اشارے کے ساتھ

کیا کہ طلح البدر علینا من ثیبات الوداع      و جب الشکر علیتنا ما دعا اللہ داع

ترجمہ۔ چوہو بچوں کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے طلوع ہوا۔ ہم پر شکر و ادب ہے جب تک کہ کوئی دعا مانگنے والا دنیا میں باقی ہے آپ کے حسن پر تو تمام حسن دینا بچاؤ اور ہم۔ اسی کا توہر توہے جو پھولوں میں نمایاں ہے اور ہر حسین چیز اسی کے نور سے جگمگا رہی ہے۔

**منال** | اوینا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درد مسود اس وقت ہوا جبکہ وینا کو آپ کی اشد ضرورت

سمعی۔ لوگ ادیان سابقہ سے مغرب ہو چکے تھے اور راہ سے بے راہ ہو گئے تھے اس وقت انہیں ضرورت تھی کہ کوئی راہ پر لگائے اور انہیں ملتہ واحدۃ بنا دے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور دنیا آپ کے نور سے جگمگانے لگی آپ نے لوگوں کو ایک ایسی تعلیم دی جس میں انسانیت سے محبت کرنا اور آپس میں بھائی چارہ پیدا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے اس تعلیم نے نہ صرف لوگوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا بلکہ اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور وہ کھرے کو کھوٹے سے جدا کرنے کے قابل ہو گئے۔

آپ نے روحانی بے چینیوں کو چین بخشا اور علم کے پیاسوں کو سیراب کیا۔ آپ نے آقا و غلام کی تمیز مٹا کر انہیں ایک ہی صفت میں کھڑا کر دیا۔

**آپ کا کردار** | بالکل شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام اوصاف عالیہ سے متصف ہو اور اس کا کردار بے داغ ہو۔ دوست تو دوست دشمن بھی اس کے کردار پر شک و شبہ نہ کر سکیں۔ آپ کا کردار بالکل آئینہ کی طرف صاف تھا۔ دشمنوں کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ آپ پر انگشت نمائی کر سکیں آپ کو الصادق والا امین کے القاب خود مشرکین مکہ نے دیئے تھے۔ باوجود دشمنی کے وہ آپ پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس جمع کراتے تھے اور جب ہجرت کے موقع پر آپ مدینہ مدائن ہونے لگے تو حضرت علی کو اپنے بستر پر اس لئے ٹاڈا دیا تاکہ صبح ان دشمنوں کی امانتیں واپس کر دی جائیں جو کہ محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔

آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں کو علی الاعلان حق کا پیغام پہنچادیا تو آپ نے انہیں صفا پہاڑ کے پاس جمع فرمایا اور پھر ان سے پوچھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جبار تیار کھڑا ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کر دو گے؟ سب نے بیک زبان یہ جواب دیا کہ ہم نے آپ کو متعدد مرتبہ آزمایا لیکن آپ کو ہمیشہ سچا پایا ابندا ہم بالکل یقین کر لیں گے تب آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور انہیں شرک سے باز آنے کی تلقین کی۔

آپ کے اخلاق عالیہ کا تو خود قرآن گوہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ انک للعلی خلق عظیم۔ اے پیغمبر! آپ اخلاق عالیہ سے متصف ہیں اور خود آپ کا ارشاد ہے۔ وانما بعثت لایم مکارم الاخلاق۔ مجھے کہ مکارم اخلاق کو تمام تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہے اور آپ نے جس طرح کریمانہ اخلاق کو تکمیل تک پہنچایا وہ سب پر واضح ہے؟

آپ نے قرآن پر حزن بحت عمل یہاں ہو کر ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ چھوڑا ہے اسی لئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کادسے خلقہ القرآن آپ کا کردار عین قرآن تھا۔

## خاندانی شرافت | خاندانی لحاظ سے آپ ساری مخلوق سے زیادہ نجیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں

میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو شرافت و نجابت بخشی پھر اس خاندان میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔ حضرت اسماعیل کے خاندان میں سے اللہ تعالیٰ نے کنابۃ کو پسند فرمایا۔ اور کنابۃ سے قریش کو اور قریش میں سے نبی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم سے رسول اللہ کو پسند فرمایا لہذا خود انحضرت فرماتے ہیں کہ میں بہتر ہوں بہتر لوگوں میں سے جو بہتر لوگوں سے تھے۔

حضرت ابو طالب فرماتے ہیں۔

اذا اجتمعت لیوماً قریش لعشر فعبد منان سترھا وصمیمھا

فان فضلت النساب عبد منانھا ففی ہاشم اشرافھا و قدیمھا

وان فخرت لیوماً فان محمداً هو المصطفیٰ من ستر و کبریہا

ترجمہ۔ اگر کسی دن قریش جمع ہو جائیں لوگوں کے سامنے۔ تو عبد منان اس میں سے افضل اور اسمیل ہیں۔ اور اگر عبد منان کے نسب سے کسی کو ممتاز دیکھئے۔ تو بنی ہاشم میں اس کے اشرف اور افضل موجود ہیں اور اگر کسی دن نسب پر فخر کیا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بنی ہاشم کے افضل اور کریم اشخاص میں چتے ہوئے ہیں عرض حسب و نسب کے اعتبار سے آپ بہت ہی اونچے خاندان سے ہیں جس کا سلسلہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم سے جانتا ہے۔

مولد و جائے بعثت کی بزرگی | اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے انسانوں کے لئے مجید رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے و کما ادرسلناک الراحمۃ للعالمین۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کی پیدائش ایک ایسی مقدس جگہ میں ہوئی جس کو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام سے تعلق ہونے کی بنا پر نہ صرف تمام جگہوں پر فوقیت حاصل تھی بلکہ اسے ایک لحاظ سے مرکزیت بھی حاصل تھی اسی وجہ سے مکہ کو ام القریٰ کہا گیا ہے۔

اس شہر کو خانہ کعبہ کی وجہ سے جو تقدس حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گھاٹی تک اٹھانے کی اجازت نہیں اور کسی جانور کو سنانے کی اجازت نہیں۔ مکہ مکرمہ کے متعلق یہاں تک ارشاد ہے کہ لا اقسیم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ہ مجھے قسم ہے اس شہر کی جس میں آپ رہتے ہیں۔

عزم و استقلال | حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عزم و استقلال کے پیکر تھے۔ تمام عمر آپ اپنے موقف پر ڈٹے

رہے اور آپ کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے مقصد کے حصول سے نزدیک نہ کی۔

آپ عمر مہر منافقوں میں گھرے رہے۔ اعلانِ حق کے بعد قریش کی مخالفت۔ آپ پر بادِ ڈالنا۔ آپ کو کاہن اور جادوگر کہنا۔ آپ کو آپ کے خاندان سمیت شعب ابی طالب میں قید کرنا۔ طائف کی گلیوں میں آپ کو مہر جرح کرنا۔ آپ کے راستوں پر کانٹوں کا بچھا جانا۔ آپ پر کوڑا کرکٹ اور غلامت کا بھینکا جانا۔ نماز کی حالت میں آپ پر ادھجلا کر رکھ دینا۔ آپ کے گلے میں کپڑے سے پھندا ڈال کر مروڑنا۔ آپ کے ساتھیوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر دینا اور آخر میں آپ کو جلاوطن کرنا اور پھر بھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دینا اور معینہ کے یہودیوں اور منافقوں کا ساز باز کر کے ہر وقت مسلمانوں کو ختم کرنے کے دسپے ہونا۔ ان تمام باتوں کے باوجود آپ اپنے ارادے پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور کوئی تکلیت آپ کے عزمِ صمیم کو متزلزل نہ کر سکی۔

اب دوسرا رخ دیکھیے۔ آپ کو تمام عرب کا سردار اور بادشاہ بنانے کی پیشکش کرنا۔ تمام دنیا کی دولت آپ کے قدموں میں بچھا کر دینے کو تیار ہونا۔ آپ کو خوب صورت سے خوب صورت عورت سے شادی کی پیشکش۔ مگر آپ کو یہ فانی چیزیں اپنی طرف راغب نہ کر سکیں۔ اور آپ نے دو لوگ الفاظ میں کہہ دیا۔ اگر میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھلا کر رکھ دو۔ تب بھی میں اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا۔ اور فرمایا میں کلمۃ الحق بتلوں گا تا رہو نکجا یہاں تک کہ میں کامیاب ہو جاؤں یا پھر اس دارِ فانی سے اٹھ جاؤں۔

**صدق و امانت** | آپ اس قدر سچے تھے کہ آپ کے دشمن تک آپ کو الصادق کہہ کر بکارتے تھے۔ خود آپ کے دشمن ابوسفیان نے قیصرِ روم کے دربار میں یہ گواہی دی تھی کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس پر قیصر بکھرا اٹھا کہ جب آپ نے لوگوں کے معاملے میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تو خدا کے معاملے میں ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتے لہذا آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

آپ خوش طبعی اور ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کے روادار نہ تھے آپ نے جھوٹ بولنے کو ہر رائی کی جڑ قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! پھر پوچھا گیا کہ آیا مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہو سکتا ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں! مسلمان جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ یعنی مسلمان بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ آپ کو خود مشرکین الامین کہہ کر بکارتے تھے اور اپنی قیمتی چیزیں آپ کے پاس بطور امانت لاکر رکھ دیتے تھے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ بلا خوف و خطر اپنی چیزیں آپ کے سپرد کر دیتے تھے آپ کا ارشادِ گرامی ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ جو شخص امین نہیں ہے وہ ایماندار نہیں ہو سکتا۔

**قوت و شجاعت** | قوت کے لحاظ سے آپ یکتا تھے۔ غزوہ خندق میں کھدائی کے دوران ایک ایسی چٹان نمودار ہوئی جو کسی غمبے ہلائی تک نہیں جاتی تھی۔ آخر صحابہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے پہاڑ ٹرنے کی ایک ہی ضرب سے اس چٹان کو پاش پاش کر دیا حالانکہ آپ اور دیگر صحابہ کرام اس جگہ میں ناقول پر نائے کر رہے تھے۔ شجاعت کے لحاظ سے تو آپ کی نظیر پیدا نہیں ہوئی اور نہ آئندہ پیدا ہوگی حضرت علی فرماتے ہیں کہ میدان جنگ میں آپ سب سے آگے ہوتے تھے اور ہمیں جب کہیں پناہ لینے کی ضرورت پڑتی تو آپ ہی کے پاس آجاتے تھے۔ جنگ بدر میں آپ نے مٹی بھر شکر کے ساتھ شکر جوار سے ملکر لے کر اسے شکست فاش جسے دی۔ احد میں آپ صرف چند جانداروں کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے مگر آپ نے اپنی جگہ نہیں چھوڑی اور ڈٹے رہے تھے کہ آپ کے دماغ مبارک شہید ہوئے اور آپ زخمی ہو گئے۔

غزوہ حنین میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو آپ میدان میں تنہا پھر یہ سوار ڈٹے رہے اور یہ رجز یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے انا للہ لا کذب انا بنی عبد المطلب۔ میں بنی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں آخر کار آپ کی ثابت قدمی نے مسلمانوں کی شکست کو فتح میں بدل دیا اور دشمن بڑی طرح شکست سے دوچار ہوا۔

**الینصاف** | آپ جب وعدہ فرمالتے تھے تو وہ پتھر کی لکیر بن جاتا تھا آپ نے تقضی عہد کو منافق کی علامت بتایا ہے آپ کے دشمن ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے بھی قیصر روم کے دربار میں گواہی دی تھی کہ آپ نے کبھی وعدہ خلافی نہیں فرمائی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکے کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا تو مسلمان اسے مکے والوں کو لوٹا دیں گے لیکن اگر مدینہ کا کوئی مسلمان خدا کو راستہ مرتد ہو کر مکے آتا تو مکے والے اسے نہیں لوٹائیں گے۔ ابھی اس صلح نامہ کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ مکے سے پابسلاسل جھاگ کر آئے اور اپنے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان سنا کر مدد کے طلبکار ہوئے۔ مگر آپ نے ہمد کے بموجب ان کو لوٹا دیا اور انہیں صبر کی تمغین کی۔

**عدل و انصاف** | عدل و انصاف میں بھی آپ یکتا تھے۔ صرف ایک مثال سے واضح ہو جائے گا کہ آپ کس قدر عادل تھے آپ کی حکومت زحرف صحابہ کلام کے جان دہال پر تھی بلکہ آپ ان کے دلوں پر حکومت کرتے تھے مگر ایک مرتبہ مال تقسیم کرتے وقت اچانک آپ کی چھڑی ایک صحابی کو لگ گئی تو آپ بدلہ دینے پر تیار ہو گئے مگر صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا ہے۔ آپ بلا امتیاز ہر ایک سے ایک سلسلہ فرماتے تھے اور کبھی انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنے دیتے تھے۔

**سخاوت دایثار** | جو کچھ آپ کے پاس ہوتا ہے مستحق افراد کے حوالے کر دیتے تھے۔ جہاں کہیں سے کوئی مال آیا آپ نے اسے فوراً تقسیم کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ رات کو بے قرار تھے اور نیند نہیں آ رہی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ بے چین ہیں آپ نے فرمایا کہ دن کو جو مال آیا تھا وہ میں نے سب تقسیم کر دیا تھا سو ان چند درہم کے جو میرے بچے کے پیچھے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں نہ جاؤں کہ یہ درہم میرے پاس موجود ہوں۔

آپ اپنے اور پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے اور اسی کردار حسنہ کے اثرات تھے کہ صحابہ کرام اس قدر ایثار پیشترین چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ **وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَكُلُوا مِمَّا بِيَدِهِمْ خَفَا**۔ ترجمہ۔ وہ اپنے اور پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند کیوں نہ ہوں۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی سوالی آتا تو آپ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ اگر اپنے پاس کچھ ہوتا تو اسے عنایت فرما دیتے تھے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو فرماتے کہ فلاں شخص سے میرے نام پر اتنا مال لے لو میں ادا کر دوں گا۔ بعد میں آپ ادا کر دیتے تھے۔

**زہد و قناعت** | آپ کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ آپ کے پاس جو کچھ مال ہوتا اللہ کی راہ میں لٹا دیتے تھے۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ یا رب ایک دقت کھانا کھانا تاکہ میں تیرا شکر ادا کروں اور ایک دقت بھوکا رکھ تاکہ میں تجھ سے سوال کروں۔

اسی طرح آپ بہت ہی قناعت پسند تھے اور کبھی کسی شے کے متعلق شکوہ نہیں کرتے تھے۔ صبر و شکر کے ساتھ آپ زندگی بسر کرتے تھے اور اس کی تعلیم دیتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ہمیشہ ہینٹک بولہا نہیں جلتا تھا اور صرف ہم کھجور پر گزارہ کرتے تھے۔ عبادت میں بھی آپ کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ شاہکی ترمذی میں حضرت معین بن شبیب سے روایت ہے کہ آپ اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں پر درم آجاتا تھا اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ معصوم ہونے کے باوجود اس قدر عبادت کرتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں!

**عفو و حلم** | آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ مشرکین مکہ نے آپ کو کس قدر تکالیف پہنچائیں اور آپ سے کتنا برا سلوک کیا تھا۔ لیکن فحش مکہ کے موقع پر آپ نے قابو پانے کے باوجود انہیں معاف کر دیا اور فرمایا۔ **اذھبوا انتم الطلقاء**۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ آج تک کوئی فاتح اور جنرل اس کی مثال نہیں پیش

کر سکا اور نہ آئندہ پیش کر سکتا ہے۔

**شرم و حیا** | آپ نے شرم و حیا کو ایمان کا جز قرار دیا ہے عرب میں ننگے ہو کر کعبہ شریف کے طواف کا رواج تھا آپ نے اس رسم بد کو توڑ دیا اسی طرح آپ نے فضا حاجت کے لئے کسی چیز کی آڑ لے کر اور بیٹھ کر پشیمان دینہ کا حکم دیا ہے جبکہ عرب میں کھڑے ہو کر اور سب کے سامنے پشیمان کرنے کا رواج تھا۔ اس طرح آپ نے ستر پوشی کی سختی سے تاکید فرمائی ہے اور مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے بھی ننگا ہونے سے منع فرمایا ہے۔

**شفقت و رحمت** | آپ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**۔

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ہر ایک سے محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سے آپ خاص کہ مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ نے جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے انہیں بھوکا پیاسا رکھنے اور ان کی قوت سے زیادہ کام لینے کی ممانعت فرمائی ہے۔

**خوش طبعی** | آپ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے مگر اس میں بھی سبیدگی اور وقار کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے ساری کے لئے کچھ طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کر کے بھیج دو نکا اس پر اس شخص نے عرض کیا کہ وہ بچہ میرا بوجھ کیوں کر سہا سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ آخر بڑا اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ میرے لئے جنت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں ہوں گی اس پر وہ بڑھیا رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ جنت میں بوڑھیوں کو بھی جہان بنا کر داخل کیا جائے گا اور یہ بھی جہان ہوجائے گی۔